جنیوا کنونشن برائے حقوق اسیرانِ جنگ-تحقیق وتجزیہ

*ڈاکٹر عتیق الرحمٰن

**ڈاکٹر غلام علی خان

It is an interesting reality that the four Geneva conventions were created during the very same period when the world was experienced the destruction caused by World War II and Heroshima and Nagasaki were destroyed by atomic bombing. The destruction and horrors of World War II paved way for human friendly effort like Geneva Conventions. These conventions were in fact held to ensure better treatment of the prisoners of war through legislation. The purpose of these conventions was to provide help to the war stricken people and to minimize their problems and troubles. These conventions are elaborate and comprehensive. They provide practical solutions to the problems faced during the wars of the past. So in this context they are very important. They are also important because they constitute two third of the whole laws of war[1]. These are four in number and these were created in 1949. The third Convention which deals with the treatment of prisoners of war has been introduced, critically analysed and examined in this article. This article throw light on the joint efforts of the world nations about POW rights.

جنیوا کنونشنز کا تاریخی پس منظر

انیسویں صدی کے نصف دوم کے اوائل ہی میں اسیرانِ جنگ سے اقوام کے طرزِ عمل سے متعلق پہلی بار باقاعدہ ضابطہ بندی ہوئی۔ سیاسیات کے پروفیسر ڈاکٹر فرانسس لیبر نے 1863ء میں اسیران جنگ سے سلوک کے متعلق ایک ضابطہ مرتب کیا جسے ''لیبر کوڈ'' (Lieber Code) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں ''جنگی قیدی'' کی اصطلاح کی تعریف، کہ کن افراد کو قیدی بنایا جاسکتا ہے، ان سے کس طرح کا سلوک کیا جانا چاہیے اور ان کی حیثیت کیا ہے، وغیرہ کی بحثیں تفصیل سے موجود ہیں۔ امریکی صدر لنکن کی درخواست پر لیبر کی طرف سے تیار کیے جانے والے یہ قواعد جدید دور میں اسیرانِ جنگ سے متعلق بنیادی اہمیت کے حامل ہیں2۔ انیسویں صدی کے نصف دوم اور بیسویں صدی کے نصف اول میں بہت سی بین الاقوامی کانفرنسز کا محور یہی رہا۔ اس ضمن میں گزشتہ جنگوں کے تجربات ومشاہدات نے ایک محرک کا کام دیا۔ 1874ء میں

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

یورپ کی ریاستوں اور مملکتوں کے نمائندے روس کی دعوت پر برسلز کے مقام پر جمع ہوئے اور انہوں نے ''اعلان برسلز'' کے نام سے بین الاقوامی نوعیت کے قوانین وضوابط تشکیل دیئے جو جنگی قیدیوں سے متعلق دفعات پر مشتمل ہیں۔اسی برسلز کانفرنس کی بعد میں 1899ء میں ہیگ کنونشن نے توثیق کر دی اور اس میں قیدیوں سے متعلق سترہ دفعات شامل ہوئیں۔ پھر 1907ء کی دوسری ہیگ کانفرنس نے ان کو مکمل کر کے ایک بین المللی قانون بنا دیا۔جنگی قیدیوں سے سلوک کے بارے میں ان قوانین کی تفصیلی دفعات نے اس اصول کی بنیاد رکھی کہ زیرحراست جنگی قیدیوں سے سلوک ان کا نان ونفقہ اور روٹی کپڑا وغیرہ قید کنندہ ریاست یا طاقت کی اپنی فوج سے ملتا جلتا اور اس سے مشابہہ ہونا چاہیے[3]۔

1921ء میں بین الاقوامی ریڈ کراس کمیٹی نے ہیگ کنونشن نمبر IV منعقدہ 1907 کے نقائص کو دور کرتے ہوئے ایک مسودہ تیار کیا۔ جنگ عظیم اول کے تجربات کی روشنی میں تیار کیا گیا یہ مسودہ جنیوا کنونشن 1929ء کی بنیاد بنا[4]۔1929ء کا جنیوا کنونشن گو کہ اپنے سے پہلے موجود قوانین متعلقہ اسیران کی نسبت زیادہ بہتر اور مکمل تھا مگر یہ بھی مکمل طور پر اسیرانِ جنگ کے تحفظ اور اُن سے انسانی سلوک یقینی بنانے میں ناکام رہا، لہذا یہ ضروری تھا کہ اس کا پھر سے جائزہ لیا جائے اور اس میں موجود خامیوں کو دور کیا جائے۔اس کے علاوہ جدید اسلحہ اور تکنیک کی بدولت بدلتے ہوئے جنگی حالات کا بھی تقاضا تھا کہ موجودہ قوانین کو مزید بہتر بنانے کے لئے تبدیلیاں کی جائیں[5]۔

جنیوا کنونشن 1949ء متعلقہ سلوک اسیران جنگ کی تخلیق

دوسری عالمی جنگ کے خونخوار مناظر کی کوکھ سے پھوٹنے والی امن کی خواہش اور قیدیوں سے انسانی سلوک کی آرزو نے پھر ایک دفعہ دنیا کے قابل ذکر ممالک اور ریاستوں کو قوانین میں ترمیم واضافہ کی خاطر مل بیٹھنے اور سر جوڑ کر غور وفکر پر آمادہ کر دیا- اپریل 1949 میں سوئٹزرلینڈ کی دعوت پر اکسٹھ ریاستوں کے نمائندوں نے متاثرین جنگ کی حفاظت کی خاطر مشہور زمانہ ڈپلومیٹک کانفرنس کے موقع پر چار کنونشنز کے مسودوں پر غور وفکر کیا۔ یہ ڈپلومیٹک کانفرنس تقریباً تین ماہ تک جاری رہی۔ یہ 21 اپریل 1949ء کو شروع ہوئی اور ایک ثمر آور نتیجہ کے ساتھ 12 اگست 1949ء کو پایۂ تکمیل تک پہنچی۔ اس میں چار کنونشنز کے متن تشکیل دیئے گئے۔ اِن چار کنونشنز میں سے تیسرا کنونشن جنگی قیدیوں سے سلوک کے متعلق تھا، اب نہ صرف پرانے کنونشنز کی بعض شقیں یہاں تبدیل کر دی گئیں بلکہ اُن کے کچھ بنیادی تصورات بھی تبدیل ہو گئے۔اس کی وجہ دراصل دوسری عالمی جنگ کے تناظر میں ان کنونشنز کا تشکیل پانا تھا۔ ڈپلومیٹک کانفرنس کے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

آخری روز یعنی 12 اگست 1949ء کو ان چار کنونشنز پر سترہ ممالک کے وفود نے دستخط کئے۔ جب کہ باقی شرکاء ممالک نے یا تو اس سال 8 دسمبر کو اس مقصد کے لئے بلائے جانے والے خاص اجلاس میں کئے یا پھر 12 اگست 1950 تک کی تاریخ تک کر دیئے جو کہ دستخط کرنے کی حتمی تاریخ مقرر ہوئی تھی۔

تیسرا جنیوا کنونشن 1949 اور اسیرانِ جنگ

تیسرا جنیوا کنونشن کی 143 دفعات 6 بڑے حصوں میں منقسم ہیں، ان چھ حصوں میں سے پارٹ iii، پارٹ iv، اور پارٹ vi بالترتیب 6، 3 اور 2 سیکشنز پر مشتمل ہے۔ کنونشن ہذا کے چھ بڑے حصوں (Parts) میں سے صرف حصّہ سوم ہی واحد حصہ ہے جس کے سیکشنز مزید تقسیم کئے گئے ہیں اور انہیں باب (Chapter) کا نام دیا گیا ہے۔ اس کنونشن میں 143 دفعات کے علاوہ پانچ منسلکات یا ضمیمہ جات ہیں۔

جنیوا کنونشنز 1949ء میں موجود مشترک دفعات خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ ان کا تعلق کنونشنز کے نفاذ، عملداری اور افراد اور فریقین کے حقوق وفرائض سے ہے۔ تیسرے جنیوا کنونشن میں بھی چند دفعات مشترک ہیں۔ ان دفعات میں دفعہ نمبر 1، 2، 5، 6، 7، 8، 9، 10، 11، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 127، 129، 130 اور 131 شامل ہیں۔ دفعہ نمبر 1 پابند کرتی ہے کہ کنونشن ہذا پر مکمل طور پر ہر حال میں اور یکطرفہ طور پر عمل کیا جائے۔ دفعہ نمبر 2 اُن جھگڑوں یا جنگوں کا احاطہ کرتی ہے جن پر اس کو منطبق کیا جائے گا۔ دفعہ نمبر 3 کم از کم معیارات کا تعین کرتی ہے جن کا ہر کسی پر اندرونی خلفشار یا سول وار کے دوران پاس کرنا لازم ہوگا۔ دفعہ نمبر 5 کنونشن ہذا کے اطلاق کا دورانیہ زیر بحث لاتی ہے۔ دفعہ نمبر 6 تسلیم کرتی ہے کہ ریاستیں باہمی طور پر دیگر معاہدات آپس میں طے کر سکتی ہیں البتہ ان کے ذریعے اسیران جنگ کے یہاں بیان کردہ حقوق میں کمی نہیں کی جا سکتی۔ دفعہ نمبر 7 خود قیدیوں کی اپنے حقوق سے دست برداری پر پابندی عائد کرتی ہے۔ جب کہ دفعات 8 تا 11 محافظ قوتوں کے کردار وعمل کا تعین کرتی ہیں۔ دفعہ 127 رکن ممالک پر لازم کرتی ہے کہ وہ زمانہ امن میں کنونشن کے متن کی تشہیر اور اس کی نشر واشاعت کا اہتمام کریں۔ دفعات 103 تا 108 سنگین خلاف ورزیوں پر سزا دینے کی پابند بناتی ہیں۔ دفعہ 130 مذکورہ سنگین خلاف ورزیوں کی تعریف بیان کرتی ہے اور دفعہ 131 ریاستوں کی ذمہ داریوں کا تعین کرتی ہے جو خلاف ورزیوں کے ضمن میں ان پر عائد ہوتی ہیں۔

تیسرا ''جنیوا کنونشن متعلقہ سلوک اسیران جنگ (☆)'' اس حوالے سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ یہ جنگی قیدیوں کی حفاظت سے متعلق بنیادی اور تفصیلی قانونی اصولوں کا ضابطہ مہیا کرتا ہے۔ یہ کنونشن اپنی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حیثیت میں انتہائی مفید نتائج کا حامل ہوسکتا ہے اگر اس کو قابلِ قدر نیک نیتی کے ساتھ نافذ کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ اپنے ثمرات کے اعتبار سے برسرِ پیکار ریاستوں اور رکن ممالک کی مخلصانہ کوششوں کا مرہونِ منت ہے[6]۔

مختلف تضادات اور جنیوا کنونشن

یہ کنونشن اِس شک کو ختم کر دیتا ہے کہ جو ایسی مسلح لڑائیوں کے بارے میں پایا جاتا تھا جنہیں ایک یا زیادہ یا تمام شریک جنگ فریق ''حالت جنگ'' قرار ہی نہ دیتے تھے[7]۔ یہ کنونشن جہاں شریکِ معاہدہ فریقوں کے درمیان جنگ کے دوران کنونشن کو قابل اطلاق قرار دیتا ہے، وہیں یہ کنونشن ایسی حالت میں بھی معاہدہ کو لاگو کرتا ہے جہاں کوئی ایک پارٹی باقاعدہ معاہدہ ہذا کی فریق نہ ہو۔ یہ شق 1907ء کے ہیگ کنونشن کی شقوں سے بالکل مختلف تھی۔ آرٹیکل 2 کا تیسرا پیرا کنونشن ہذا کو اُن پارٹیوں کے لئے بھی قابل اطلاق بناتا ہے جو اس کی دفعات کو قبول کر لیتی ہیں اور انہیں لاگو کر لیتی ہیں۔ تاہم غیر معاہد پارٹیوں کے ضمن میں اس معاہدے کے اطلاق کا ارادہ اور پھر اس کا حقیقی اطلاق لازم ہے[8]۔

مشترکہ آرٹیکل تین یہ واضح کرتا ہے کہ یہ کنونشن ان تنازعات اور جنگوں میں بھی قابل اطلاق ہوگا جو بین الاقوامی نوعیت کے نہیں ہیں۔ اس طرح کے تنازعات اور جنگوں کے متعلق یہ آرٹیکل ایک چھوٹا کنونشن (convention in miniature) کہلا سکتا ہے[9]۔ اس آرٹیکل کی تیاری میں تقریباً پچیس مجالس مشاورت صرف ہوئیں جن کے بعد اس کی حتمی شکل ظاہر ہوسکی۔ سب سے زیادہ بحث اسی آرٹیکل پر ہوئی[10]۔ یہ آرٹیکل واضح کرتا ہے کہ جو لوگ بشمول مسلح افواج کے اپنے ہتھیار پھینک دیتے ہیں اور جنگی کاروائیوں میں سرگرم نہیں رہتے یا زخمی ہونے کی وجہ سے یا بیماری کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے لڑنے کے قابل نہیں رہتے اُن سے ہر حال میں انسانی سلوک کیا جانا چاہیے اور اس انسانی سلوک کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں بشمول رنگ، نسل، مذہب، جنس، پیدائش اور دولت وغیرہ کو بالائے طاق رکھنا ہوگا۔

حقوق سے عدم دستبرداری

جہاں اسیران جنگ سے متعلقہ کنونشن 1949ء تمام حالات میں اپنی عملداری یقینی بناتا ہے اور اسیران جنگ کے حقوق میں کسی کمی یا تخفیف کا سدباب کرتا ہے وہیں یہ اسیران جنگ کو اپنے حقوق سے دستبرداری سے روک دیتا ہے[11]۔ گویا اس کی رو سے نہ تو قیدی خود اپنے حقوق سے دستبردار ہوسکتا ہے اور نہ ہی اس کا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

وطن اصلی اس کے حقوق سے دستبرداری کا کوئی معاہدہ کرسکتا ہے۔ یہ دلچسپ امر ہے کہ عدم دستبرداری کو کانفرنس کے دوران بہت زیادہ مزاحمت کا سامنا رہا[12]۔ مزاحمت کرنے والوں نے اسے بنیادی انسانی حقوق سے متصادم قرار دیا۔

محافظ قوت

اس اصطلاح سے کیا مراد ہے؟ اس کی تعریف انٹرنیشنل کمیٹی آف دی ریڈ کراس کی ایک ڈکشنری میں ان الفاظ میں کی گئی ہے:

The power whose duty is to safeguard the interests of the parties to the conflict, and of their nationals in enemy territory.[13]

محافظ قوت کے کردار کو نظر انداز کرنے سے کنونشن 1949 کے حفاظتی اقدامات محض سراب بن سکتے ہیں۔ بین الاقوامی کمیٹی آف دی ریڈ کراس سمیت محافظ قوتوں کی ذمہ داری زخمیوں، بیماروں اور مسلح افواج کے بحری عملہ کی حفاظت کی نسبت اسیران جنگ کے ذیل میں بہت زیادہ بڑھ چکی ہے۔ تاہم بہت سے معاملات میں محافظ قوت کی ذمہ داری نبھانے کا دارومدار اس ریاست یا قوت پر ہے جس کے قبضہ میں اسیرانِ جنگ ہیں ۔مثلاً اسیران جنگ کے کیمپوں کا دورہ کرنا، زیر حراست افراد کا انٹرویو کرنا وغیرہ جیسے امور بہت حد تک قید کنندہ قوت کے تعاون اور نیک نیتی پر منحصر ہیں۔ گویا کنونشن کے ثمرات کا جہاں محافظ قوت پر دارومدار ہے وہاں قید کنندہ قوت کے خلوص اور انسان دوستی کے جذبے کو کسی صورت نظر انداز کرنا غیر فطری اور حقائق سے چشم پوشی ہوگا۔ کنونشن ہذا نے جہاں اس کی افادیت کے پیش نظر اس کا کردار واضح کیا ہے وہاں یہ بات باعث حیرت ہے کہ اس کے تقرر کا طریقہ کار کانفرنس کے شرکاء سے نظر انداز ہوگیا[14]۔

محافظ قوت کے تقرر کا عمل ہی صرف نظر انداز نہیں ہوا بلکہ اس کے ساتھ ان امور کو بھی زیر بحث نہیں لایا گیا جو کسی محافظ قوت کی ناکامی کا باعث ہوسکتے ہیں۔ آئندہ جنگوں میں غیر جانبدار ریاستوں کی عدم دستیابی کے خدشہ کے پیش نظر ایسی تنظیموں کو یہ ذمہ داری سونپنے کی گنجائش کنونشن کے اندر موجود ہے جو غیر جانبداری اور موثر کردار ادا کرنے کی شرائط کو پورا کرتی ہوں۔ کانفرنس کے دوران ایسی ایک تنظیم کے قیام کی تجویز سامنے آئی۔ مگر اس تجویز کو مسترد کردیا گیا[15]۔

انسانی سلوک کا اصول

''جنیوا کنونشن متعلقہ سلوک اسیران جنگ 1949ء'' جنگی قیدیوں کے ساتھ انسانی سلوک کو یقینی بناتا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہےاور کسی بھی غیر انسانی سلوک کے امکان کا سد باب کرتا ہے۔جنگی قیدیوں سے انسانی سلوک کے تصور نے نہ صرف اس کنونشن میں اپنی جگہ بنائی، بلکہ اقوام متحدہ نے بھی اس کا اہتمام کئی صورتوں میں کیا ہے[16]۔ اسیران جنگ کے لئے "Humanely Treated" کے الفاظ پہلے پہل ہیگ ریگولیشنز میں استعمال کیے گئے اور بعد میں 1929 کے جنیوا کنونشنز میں بھی ان کا استعمال ہوا۔ پھر انسانی سلوک کا جامع تصور اپنی روح کے ساتھ جنیوا کنونشن 1949 میں سمویا گیا۔

کنونشن ہذا کی دفعات 12 تا 16 اس بنیادی اصول کی تجدید کرتی ہیں کہ جنگی قیدی کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کیا جانا چاہیےاور یہ کہ ان کی عزت اور شخصیت کا احترام کیا جانا چاہیے۔ان کی دیکھ بھال مفت ہونی چاہیے۔اُن کی دیکھ بھال کے دوران اُن کی عمر، جنس، درجے اور صحت کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ ان سے نسل، قومیت، مذہب یا سیاسی نظریات کے تعصّبانہ امتیازات کے بغیر یکساں سلوک کیا جانا چاہیے۔اس کنونشن میں نہ صرف مردوں کو تمام بنیادی حقوق عطا کیے گئے ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ خواتین قیدیوں سے حسن سلوک کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔

روٹی، کپڑا اور مکان کی فراہمی

خوراک، لباس اور رہائش کی ضرورت واہمیت کے پیش نظر کنونشن ہذا میں چار دفعات کو مخصوص کیا گیا ہے۔دفعہ نمبر 25 سے دفعہ 28 تک قیدیوں کی ان بنیادی ضروریات کو قانونی طور پر ان کے حقوق میں شامل کر دیا گیا ہے۔

رہائش

رہائش کی ضرورت کو قانوناً حق تسلیم کرتے ہوئے قید کنندہ قوت کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنی مسلح افواج کے معیار کی رہائش قیدیوں کو فراہم کرے۔ضم وانجذاب (Assimilation) کا یہ طریقہ نہ صرف یہاں اختیار کیا گیا ہے بلکہ اس کنونشن میں دیگر متعدد مقامات پر بھی اس کی نظیر دیکھی جا سکتی ہے۔ یہاں قید کنندہ قوت کی مسلح افواج کے معیار کی رہائش کا تقاضا کم از کم معیار ہے۔ مزید یہ کہ کسی طور پر بھی رہائش قیدیوں کی صحت پر منفی اثرات مرتب کرنے والی نہ ہو۔

رہائشی کمروں یا جگہوں میں دیگر سامانِ ضرورت کی فراہمی بھی قید کنندہ قوت کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے۔ یہاں زیادہ سردی اور زیادہ گرمی نہیں ہونی چاہیے۔ یہاں سیلن یا نمی کا نہ ہونا بھی عائد کردہ شرائط میں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

سے ہے۔ یہاں بھی انجذاب کا اصول قابل اطلاق ہے۔ کنونشن کی روح کے مطابق یہ اصول صرف وہاں قابل اطلاق ہوگا جہاں اسیران جنگ کو ان کے متعین حقوق سے زیادہ فراہم کرنے میں مددگار ہو اور اسے قیدیوں کو حقوق کی فراہمی میں ڈھال کے طور پر استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

☆ دفعہ 25 میں مناسب اور کفایت کرنے والی روشنی کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے۔ تمام تفصیلات کو "adequately" کے لفظ میں سمو دیا گیا ہے۔ مزید یہکہ پہرے کی غرض سے کی گئی روشنی قیدیوں کے کمروں میں داخل نہ ہو اور ان کی نیند میں خلل پیدا نہ کرنے پائے۔

☆ قیدخانوں میں آگ سے بچاؤ کا انتظام بھی کنونشن ہذا کی رو سے قید کنندہ قوت کے ذمہ ہے اس کے لئے تمام احتیاطی تدابیر کرنا اس کا فرض ہے۔ کنونشن اگرچہ تفصیلات کا ذکر نہیں کرتا تاہم وہ اصولی طور پر پیشگی احتیاطی تدابیر کے اختیار کرنے کا پابند ضرور بناتا ہے[17]۔ لہٰذا اس اصولی پابندی سے کئی تفصیلات ازخود جنم لیتی ہیں۔

☆ خواتین جنگی قیدیوں کو کنونشن ہذا کے کئی مقامات پر مردوں سے ممتاز اور بہتر حقوق کی فراہمی کی کوشش کی گئی ہے۔ 1929ء کے کنونشن میں خواتین کے لئے الگ رہائشوں کا جو تصور موجود نہ تھا اب 1949ء کے کنونشن میں یہ تصور ہمیں نظر آتا ہے۔ اُن کی جنس کا پاس کرتے ہوئے انہیں مردوں سے الگ رہائشی کمرے فراہم کرنے کی شق اب داخل کی گئی[18]۔

غذا

قید کنندہ قوت پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اُن میں سے ایک انتہائی بنیادی نوعیت کی ذمہ داری اپنے ہاں قید اسیرانِ جنگ کو خوراک کی فراہمی ہے۔ یہ ذمہ داری جس قدر بنیادی اور ضروری نوعیت کی ہے اُسی قدر مشکل بھی ہے۔ کنونشن ہذا میں کہا گیا کہ:

> The basic daily food rations shall be sufficient in quantity, quality and variety to keep prisoners of war in good health and to prevent loss of weight or the development of nutritional deficiencies.[19]

☆ خوراک کی مقدار و معیار کی تعیین کرنے کی بجائے اسیران جنگ کی صحت اور وزن کو کسوٹی قرار دیا گیا ہے۔ متن میں استعمال کیا گیا لفظ ''بنیادی'' سے مراد دراصل کم از کم مقدار و معیار ہے اور یہ کم از کم

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مقدار ومعیار کی فراہمی تمام حالات میں لازم ہے۔اس سے بہتر معیار اور مقدار فراہم کرنا کسی طور بھی کنونشن سے انحراف نہیں ہوگا بلکہ عین اس کی روح کے مطابق ہوگا۔خوراک کی فراہمی کا یہ عمل بغیر کسی قیمت کے ہوگا[20]۔ خوراک کے ضمن میں موسم، ماحول، عمر، جنس اور قیدیوں سے لیا جانے والا کام بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔اضافی خوراک کی فراہمی جہاں کام کی نوعیت پر انحصار کرے گی وہاں اسیران جنگ سے جواباً اس بناء پر کام کے نتائج اور پیداوار میں بہتری کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا[21]۔

☆ پینے کے پانی کی فراہمی بھی قیدیوں کے حقوق میں شامل ہے کیونکہ اس کے بغیر زندگی کا تصور ممکن نہیں۔ لہذا اس کو قید کنندہ قوت کا فرض قرار دیا گیا ہے۔اسیران جنگ خام مال سے کھانے کی تیاری کے عمل میں ممکنہ حد تک شریک کئے جانے چاہییں۔اس کے علاوہ وہ اپنے پاس موجود راشن سے اگر کھانا خود تیار کرنا چاہیں تو ان کے قید خانہ کے اندر اس کے لئے مطلوبہ اشیاء بھی فراہم کی جانی چاہییں۔سابقہ کنونشن میں یہ حق صرف آفیسرز تک محدود تھا[22]۔علاوہ ازیں کھانا کھانے کی جگہ کی فراہمی بھی ضروری ہے۔اس کیلئے "Adequate premises" کے الفاظ کا استعمال خود ظاہر کر رہا ہے کہ یہاں دھوپ، آندھی، بارش، سردی وغیرہ سے بچاؤ کا انتظام ہونا چاہیے[23]۔

لباس

جنیوا کنونشن 1929 قید کنندہ قوت کو پابند کرتا ہے کہ وہ اسیران جنگ کو کپڑے، جوتے اور متعلقات فراہم کرے، کنونشن 1949 اسیران جنگ کی ضروریات کے پیشِ نظر لباس اور متعلقات کی فراہمی کو موسم کی رعایت کی اضافی شرط کے ساتھ ایک قیدی کی ضرورت قرار دیتا ہے۔ خوراک کی طرح لباس بھی اگر قیدی کسی دوسرے ذریعے سے حاصل کر لے تو بھی قید کنندہ قوت کی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی جیسا کہ جنگ عظیم دوم میں اسیران جنگ کے اوطان اصلی نے بین الاقوامی کمیٹی آف دی ریڈ کراس کے ذریعے یونیفارمز بھجوائے تھے لیکن ایسی صورت حال میں متعلقہ قوتوں نے قید کنندہ قوتوں کو ان کے اس فرض سے آزاد قرار نہیں دیا[24]۔

لباس سے متعلق دفعہ 27 کا پیراگراف 2 جنگی قیدیوں کے لباس کی وقتاً فوقتاً تبدیلی کا مطالبہ کرتا ہے۔ لیکن اس تبدیلی کو یقیناً اس بات سے مشروط نہیں کیا جا سکتا کہ قید کنندہ قوت کے پاس دشمن سے ملنے والے مال غنیمت میں موجود یونیفارم کا وافر سٹاک موجود ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کینٹین کی سہولت

1949ء میں یہ تجویز زیرِغور آئی کہ کینٹینز کے مسئلے کو باہم متحارب قوتوں کے مابین خاص معاہدے (Special agreement) کے ذریعے حل کیا جائے۔لیکن اس ڈر سے کہ کہیں مستقبل میں قید کنندہ قوت اس ذمہ داری سے فرار اختیار نہ کرلے یہ رائے مسترد کردی گئی[25]۔لہٰذا اب کنونشن ہذا کی رو سے قید کنندہ قوت قیدیوں کے ہر کیمپ کے اندر کینٹین قائم کرنے کی پابند ہے۔لیکن یہ ذمہ داری بنیادی طور پر مفت خوراک کی فراہمی سے الگ ہے۔جس کو پہلے ''غذا'' کے عنوان کے ذیل میں بیان کردیا گیا ہے۔متعلقہ دفعہ 28 میں چیزوں کی دستیابی کو "Ordinary articles in daily use" کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے جس سے کاغذ، پنسل، قلم، روشنائی، سوئی دھاگہ، بٹن، برش، پیسٹ، تسمے، تولیے اور کنگھیاں وغیرہ مراد لی جاسکتی ہیں۔ اوراس میں چینی، پنیر، دہی، دودھ، مشروبات اور بریڈ وغیرہ شامل ہوسکتی ہیں۔صحت کے لئے نقصان دہ اشیاء کی فروخت کو ممنوع قرار دینے کا اختیار قید کنندہ قوت کے پاس موجود ہے۔ مثال کے طور پر نشہ آور اشیاء کی فروخت یہاں روکی جائے گی۔ مذکورہ بالا اشیاء کی قیمتیں بازار کی نسبت گراں نہیں ہونی چاہییں، بلکہ بازار میں موجود اشیاء کی قیمت کے برابر ہونی چاہئیے۔اس طرح کینٹین پر حاصل ہونے والی منافع کی رقم قیدیوں ہی کی رفاہ اور بہبود پر خرچ ہونی چاہئیے۔اس منافع کے خرچ کی سمت متعین کرتے ہوئے جینز پکٹٹ نے لکھا ہے:

> The Detaining Power may not utilize canteen profits to make up any shortcomings for which it is responsible.[26]

حفظانِ صحت اور طبی استحقاق

دوسری جنگ عظیم کے دوران اکثر دیکھنے میں آیا کہ قیدیوں کو رات کے وقت میں بیت الخلاء تک رسائی نہ تھی جس سے اُن کی تکلیف قابل تصور ہے[27]۔جنیوا کنونشن 1949ء نے اس حوالے سے واضح ہدایات (دفعہ 29 تا 32) جاری کی ہیں کہ نہ صرف قیدیوں کی چوبیس گھنٹے بیت الخلاء تک رسائی ممکن ہو بلکہ وہاں کا ماحول حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق ہو اور مستقل بنیادوں پر ان کی صفائی ستھرائی کا اہتمام بھی لازم ہونا چاہیے۔ایک ایسی نئی شق جس کا سراغ اس سے پہلے کسی کنونشن میں نہیں ملتا وہ خواتین کے لئے الگ بیت الخلاء سے متعلق شق ہے۔ قید خانے میں غسل خانے کی سہولت کو یقینی بنایا گیا ہے جہاں ان کو ضرورت کے مطابق پانی اور صابن دستیاب ہوگا۔ یہاں وہ خود نہا بھی سکیں گے اور اپنے کپڑے بھی دھوسکیں گے۔ان

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کاموں کے لئے انہیں حسب ضرورت وقت بھی فراہم کیا جائے گا تاہم متعلقہ شق کے اندر موسم کی مناسبت کو مدِ نظر نہیں رکھا گیا۔ حالانکہ ضروری نہیں کہ دوران قید اسیران کو معتدل موسم ہی کا سامنا رہے[28]۔

آزاد افراد کی طرح قیدی بھی دورانِ بیماری علاج معالجے کے محتاج ہوتے ہیں۔ عام انسانوں کی طرح صحت کو بحال رکھنا اور بحال کرنا اسیرانِ جنگ کا بنیادی حق ہے جسے تسلیم کرتے ہوئے ''جنیوا کنونشن متعلقہ سلوک اسیران جنگ'' میں کئی ایک اقدامات یقینی بنائے گئے ہیں[29]۔ مریض قیدیوں کا ان کی حالت کی سنگینی کی نسبت سے ہی علاج معالجہ کرنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ اگر انہیں کسی سرجری کی ضرورت ہے تو یہ بھی قید کنندہ قوت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس قیدی کی سرجری کے تمام اخراجات برداشت کرتے ہوئے اس کا انتظام کرے۔ اسارت کسی طور بھی سنجیدہ مرض کے علاج سے نہیں روکتی اور نہ ہی اس کے علاج کو ملتوی کرنے کی آڑ بنتی ہے۔ شق نمبر 30 مطالبہ کرتی ہے کہ قید کنندہ قوت مریض قیدیوں کی حالت کی ضرورت اور تقاضے کے مطابق آپریشن اور ہسپتال میں داخلے سمیت تمام آپشنز کو بروئے کار لاتے ہوئے ذمہ داری نبھائے گی۔ سرجری کے متقاضی قیدیوں کی حالت کو وطن واپسی کی امید پر ملتوی نہیں کیا جائے گا جیسا کہ جنگ عظیم دوم میں دیکھنے میں آیا کہ فوری طور پر سرجری کے متقاضی قیدیوں کو مستقبل قریب میں وطن واپسی کی امید کی بدولت نظر انداز کیا گیا[30]۔

قیدیوں کے بارے میں یہ حق بھی کنونشن ہذا میں تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ خود کو طبی معائنے کے لئے پیش کر سکیں۔ معنی خیز انداز میں ان کو اس حق سے محروم کرنے سے منع کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

Prisoners of war may not be prevented from presenting themselves to the medical authorities for examination.[31]

مندرجہ بالا متن میں جو منفی انداز اختیار کیا گیا ہے اس سے مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ قید کنندہ قوت قیدیوں کو طبی معائنہ سے نہ تو حکماً روک سکتی ہے اور نہ ہی عملاً حیلے بہانے سے ایسا کر سکتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر کوئی قیدی دوران کار زخمی ہو جاتا ہے یا کام کے نتیجے میں بیمار ہو جاتا ہے تو کنونشن 1949ء اس سلسلے میں آرٹیکل 54 اور 68 میں واضح کرتا ہے کہ قید کنندہ قوت کا فرض ہے کہ وہ زخمی یا بیمار قیدی کو مطلوب ہر طرح کی دیکھ بھال کی سہولت فراہم کرے۔

اختتامِ اسارت اور فرار

''جنیوا کنونشن 1949ء متعلقہ سلوک اسیران جنگ'' قیدیوں کے فرار سے متعلق بنیادی دستاویز ہے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جس میں کامیاب فرار کی حتمی حدود فرار کی کوشش کرنے والے ناکام قیدی کی سزا اور اس دوران غیر قانونی حربوں اور حرکات پر سزا کی تفصیلات یہاں بیان کی گئی ہیں۔ مندرجہ بالا تفصیلات کو دفعہ نمبر 42 اور دفعہ نمبر 91 تا 94 میں بیان کیا گیا ہے۔ کنونشن ہذا نے قیدیوں کے حق فرار کو تسلیم کیا ہے۔ گو کہ اس حق کو بالصراحت تو بیان نہیں کیا گیا مگر موثر طور پر اشارہ ضرور موجود ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک قیدی قانونی طور پر اپنی اسارت سے فرار اختیار کرنے کا جواز رکھتا ہے۔ اس جواز کی وجوہات میں سے حب الوطنی کے جذبات کا اظہار اور آزادی کی تڑپ ہیں۔ لہٰذا بعض ممالک کے ملٹری کوڈز خود اپنی مسلح افواج کے ارکان کو ہدایات جاری کرتے ہیں کہ وہ اگر کبھی دشمن کے ہاتھوں قیدی بنا لیئے جائیں تو وہ جہاں خود اپنے لیئے فرار کی کوشش کریں گے وہیں دوسرے ہم وطن قیدیوں کے فرار کی کوششوں میں اُن کا ساتھ بھی دیں گے۔ یہاں مثال کے طور پر 17 اگست 1955 کو جاری کئے جانے والے امریکی کوڈ آف کنڈکٹ سے اقتباس پیش کیا جا رہا ہے، جس میں ایک امریکی فوجی عزم مصمم کرتا ہے کہ:

> If I am captured I will continue to resist by all means available. I will make every effort to escape and aid others to accept. I will accept neither parole nor special favours from the enemy. [32]

کسی قیدی کے فرار کی کوشش کو دو مختلف پہلوؤں سے دیکھا جاتا ہے۔ قید کنندہ قوت اسے نظم وضبط کی خلاف ورزی سمجھتی ہے اور اسی خیال کی بناء پر وہ ایسے قیدی کی سزا کی خواہش مند ہوتی ہے جب کہ یہی کوشش خود قیدی کے وطن اصلی کی نظر میں قابل سزا جرم نہیں ہوتا بلکہ قابل ستائش اقدام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کنونشن ہذا نے اس کوشش کی سزا محض تادیبی ہی تجویز کی ہے اور اس عمل کو عدالتی کاروائی سے مبرا قرار دیا ہے۔ گو کہ کنونشن ہذا میں فرار ہونے والے قیدیوں کے متعلق سزاؤں (Disciplinary punishment) کی شقیں موجود ہیں۔ اس کے باوجود یہ فرار ہونے والے قیدیوں کے خلاف اسلحہ کے استعمال کی حوصلہ شکنی کرتا ہے[33]، اور اسے صرف انتہائی ضرورت کے وقت انتہائی اقدام کے طور پر درست سمجھتا ہے۔

انتہائی اقدام سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ فائر کھولنے سے پہلے تمام آپشنز کو اپنانا چاہیئے۔ چونکہ مقصد صرف فرار کی کوشش کو فوراً روکنا ہے جو قیدی کو زخمی کرنے کی بجائے باقی دیگر آپشنز کے استعمال سے ممکن ہے۔ اس مقصد کے لئے آنسو گیس کا استعمال اور ڈنڈے وغیرہ کا استعمال بھی کفایت کر سکتا ہے۔ ہاں اگر اس طرح کی چیزوں کا استعمال کفایت نہ کرے یا پھر خود محافظین کیمپ کی اپنی جان کو خطرہ لاحق ہو تو انتہائی اقدام

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کے طور پر اسلحہ کے استعمال کی گنجائش موجود ہے[34]۔

دوران جنگ دشمن کے ہاتھوں گرفتاری عارضی ہوتی ہے مستقل نہیں ہوتی لہذا اس کا اختتام جنیوا کنونشن 1949ء کے تحت یقینی بنایا گیا ہے۔ کنونشن ہذا کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسارت بوجہ جنگ جہاں پیرول پر رہائی کے نتیجے میں عارضی طور پر معطل ہوتی ہے وہاں مستقل بنیادوں پر پانچ صورتوں میں اختتام پذیر ہوتی ہے۔ ان میں سے چار دوران نزاع وقوع پذیر ہوتی ہیں جب کہ پانچویں کا تعلق نزاع کے اختتام سے ہے۔ جنہیں ذیل میں بالترتیب درج کیا جارہا ہے:

(۱) براہ راست وطن واپسی (۲) غیر جانبدار ریاستوں میں قیام (۳) کامیاب فرار
(۴) موت (۵) رہائی یا وطن واپسی (بعد از اختتام نزاع)

چونکہ اسیران جنگ کی قید کا مقصد انہیں محض جنگی کاروائیوں میں مزید حصہ لینے سے روکنا ہوتا ہے۔ اس لئے جو قیدی اپنی بیماری کی وجہ سے اپنی افواج میں شمولیت سے معذور ہوں اور ان کے معذور رہنے کا غالب یقین ہو تو ایسی صورت میں براہ راست ان کی وطن واپسی کو کنونشن ہذا نے یقینی بنایا ہے۔

جہاں قید کنندہ قوت پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ شدید بیمار اور زخمی قیدیوں کی وطن واپسی کو یقینی بنائے وہیں حفظ ماتقدم کے طور پر وطن اصلی پر لازم ہے کہ اس طرح کے قیدیوں کی دوبارہ فعال ملٹری سروس میں بھرتی نہ کیا جائے۔ کنونشن 1929ء کی طرح کنونشن 1949ء بھی دوران نزاع براہ راست وطن واپسی یا غیر جانبدار ریاستوں میں قیام کے حوالے سے خود قیدی کی رضامندی کو بنیادی شرط قرار دیتا ہے[35]۔

دوران قید موت کی صورت میں طبی ذرائع سے موت کی تصدیق کی جائے گی اور موت کی وجہ معلوم کرنے کے بعد رپورٹ مرتب کی جائے گی۔ قیدی کی موت کا سرٹیفکیٹ تیار کیا جائے گا جس میں شناختی کوائف کے علاوہ موت سے متعلقہ کوائف کا اندراج ہوگا جنہیں یہاں بالترتیب درج کیا جارہا ہے۔

شناخت سے متعلقہ: موروثی نام، ذاتی نام، عہدہ، تاریخ پیدائش، نمبر (آرمی، رجمنٹ، ذاتی سیریل کا)
موت سے متعلقہ: وفات کی جگہ، تاریخ وفات، وجہ وفات، تدفین کی جگہ، تاریخ تدفین، قبر کی شناخت سے متعلقہ ضروری کوائف

☆ وفات یافتہ اسیرانِ جنگ کو الگ الگ قبروں میں عزت واحترام کے ساتھ دفن کیا جائے گا اور ہر قبر مناسب طور پر نشان زدہ ہوگی۔ میت کو صرف اسی صورت میں جلایا جائے گا جب اس کا مذہب اس کی اجازت دیتا ہوگا یا پھر اس کی وصیت میں ایسا کرنے کی خواہش موجود ہو۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

☆ جہاں تک رہائی اوراس کے بعد وطن واپسی کا تعلق ہے تو اختتام نزاع کے ساتھ ہی یہ لازم ہو جاتا ہے کہ اسیران جنگ کو رہا کر کے اُن کو وطن تک پہنچا دیا جائے۔ کیونکہ اختتام نزاع کے ساتھ ہی دراصل مقصد اسارت ختم ہو جاتا ہے اوراس کا جواز اپنا وجود کھو دیتا ہے[36]۔

تاریخی لحاظ سے اسیرانِ جنگ کی رہائی کے حوالے سے سب سے پہلے وجود میں آنے والی جس شق کا ذکر کیا جا سکتا ہے وہ 1907ء کے ہیگ ریگولیشنز کا آرٹیکل 20 ہے۔ اس میں بیان کیا گیا کہ امن کے قیام کے بعد جتنا جلد ممکن ہو قیدیوں کی وطن واپسی کو یقینی بنایا جائے۔ مندرجہ بالا عام قاعدے کی مناسبت سے 28 جون 1919ء کو طے پانے والے معاہدہ ورسیلز نے بیان کیا کہ:

The repatriation of prisoners of war and interned civilians shall take place as soon as possible after the coming into force of the present Treaty and shall be carried out with the greatest rapidly.[37]

جنگی راز جاننے کے لئے تفتیش

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی طاقت یا ریاست میدان جنگ سے مخالف فوج کے افراد کو قید کر لینے کے بعد اُس سے راز اگلوانے کی خواہش مند ہوتی ہے[38]۔ اس اعتبار سے بڑے عہدے کے افسران اگر قیدی بن جائیں تو وہ زیادہ مفید ثابت ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ گرفتاری سے پہلے معلومات کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ لیکن اس عام صورت کے علاوہ کبھی کبھی معمولی عہدے کے دشمن فوجی بھی قید کنندہ قوت کے لئے برابر مفید ہو سکتے ہیں کہ اُن کے پاس بھی کبھی بہت اہم معلومات موجود ہوتی ہیں۔ قیدیوں کی اس اہمیت کے پیشِ نظر اُن سے سوالات کے ذریعے دشمن کی اہم معلومات تک پہنچنا قید کنندہ قوت کی دلچسپی کا باعث ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے جہاں ماہرین کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں وہاں تشدد اور اذیت سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ جہاں جنیوا کنونشن باقی حوالوں سے اسیران جنگ کو تحفظ فراہم کرتا ہے وہیں اس سلسلے میں بھی پائے دار اور ٹھوس اقدامات کرتے ہوئے تفتیش کے مرحلے کے لئے ایک آرٹیکل نمبر 17 مخصوص کرتا ہے۔ اسی آرٹیکل کے اندر تمام متعلقہ نکات بیان کر دیئے گئے ہیں۔

یہ شق قیدیوں سے سوالات کے حوالے سے کلیدی اہمیت کی حامل ہے۔ اس شق کے مطابق کوئی بھی قیدی صرف چار طرح کے جوابات فراہم کرنے یعنی معلومات فراہم کرنے کا پابند ہے۔ اس کے علاوہ وہ کسی دوسری انفارمیشن کی فراہمی کا کسی طور پر بھی کنونشن ہذا کی رو سے پابند نہیں جیسا کہ ڈریپر نے اس حوالے سے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مندرجہ ذیل قطعی الفاظ کا انتخاب کرتے ہوئے لکھا ہے:

> Upon capture a prisoner is required to state only his surname, first names and rank, date of birth, and his army or other serial number. That is all.[39]

بین الاقوامی قانون جہاں قیدی کو مخصوص معلومات کی فراہمی کا پابند بناتا ہے وہیں قید کنندہ قوت کو ہر طرح کے تشدد اور قوت کے استعمال سے روک دیتا ہے۔ قید کنندہ قوت کے لئے فوجی نقطہ نظر سے مفید معلومات کی فراہمی تو دور کی بات ہے اگر قیدی مندرجہ بالا بنیادی، شخصی اور لازمی معلومات کی فراہمی سے بھی انکار کرے تو اُسے اس پر بھی مجبور نہیں کیا جا سکتا اور کسی قسم کے جبر وتشدد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دوران تفتیش قیدی کو تشدد اور اذیت نہ پہنچانے کے بارے میں بین الاقوامی قانون میں جو رجحان پایا جاتا ہے اس کی عکاسی کنونشن 1949ء کے ساتھ ساتھ لائبرز کوڈ، ہیگ کنونشن 1907ء اور جنیوا کنونشن 1949ء سے بخوبی ہوتی ہے۔

کنونشن 1949ء اور اس کے پیش رو کنونشن 1929ء کی متعلقہ شقوں کے تقابل سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعد میں وجود میں آنے والے کنونشن نے قیدیوں کے خلاف جبر واشتکراہ پر پابندی کا دائرہ وسیع کر دیا اور اس کی ایک اہم وجہ جنگ عظیم دوم کے دوران تفتیشی کیمپوں میں سرانجام دی جانے والی سرگرمیاں تھیں۔ لہٰذا یہاں صرف "Coercion" کا لفظ ہی استعمال نہیں کیا گیا بلکہ اس سے جامع اور وسیع تر مفہوم کا حامل فقرہ "Physical or mental torture nor any other form of coercion" منتخب کیا گیا۔ جنگ عظیم دوم سے نتائج حاصل کرتے ہوئے جنیوا کانفرنس نے کنونشن 1949ء کے متن میں مزید جامعیت پیدا کر دی۔

آرٹیکل 17 کا تجزیہ واضح کرتا ہے کہ جنگی قیدی چند شخصی اور بنیادی معلومات فراہم کرنے کا اگرچہ پابند ہے مگر اس پابندی سے انحراف کی صورت میں جہاں اُس کے خلاف کسی تشدد اور اذیت کے امکانات کو خارج کر دیا گیا ہے وہاں اُس کے لئے اس کا جرمانہ بھی موجود ہے۔ یہ جرمانہ کسی سزا یا چٹی کی صورت میں نہیں ہے بلکہ محض مراعات سے محرومی کی صورت میں ہے۔[40]

قیدیوں سے مزدوری

دوران جنگ قید کئے گئے افراد کے بارے میں دشمن، ہیرو یا گرفتار شدہ کا تصور تو ذہن میں پہلے لمحے ہی ابھر آتا ہے مگر بطور مزدور ان کا تصور ذہن میں عام طور پر نہیں ابھرتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دوران جنگ گرفتار

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

شدہ افراد سے کام لینے کا رجحان صدیوں پرانا ہے۔جس کی وجوہات میں سے ایک اہم وجہ یہ ہے کہ دوران قید زندگی کو برقرار اور باقی رکھنے پر جو اخراجات اٹھتے ہیں وہ قید کنندہ قوت کے لئے ایک اضافی بوجھ ہوتے ہیں۔لہذا ان اخراجات کی تلافی کی خاطر اسیران جنگ سے مزدوری کرائی جاتی ہے۔تاریخ کے اوراق الٹنے سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ متاثرین جنگ کے اس طبقے سے مشقت لینے کا رواج رومی دور سے شروع ہوا۔رومی ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے جنگی قیدیوں کو قتل کرنے کی بجائے ان کی معاشی قدر و قیمت کو پہچانا اور انہیں اس خاطر زندہ رکھنے لگے جیسا کہ ڈیوڈ نے لکھا ہے:

The romans were the first to perceive the economic value of captives taken in war by reducing them to slavery. [41]

گویا تاریخی اعتبار سے اسیران جنگ کی محنت مزدوری کی صلاحیت ہی وہ محرک ہے جو ان کی زندگیوں کی محافظ ہے۔قید کنندہ قوتیں نہ صرف انہیں اس مقصد کے لئے زندہ رکھتی ہیں بلکہ ان کی اس استعداد کو برقرار رکھنے اور بڑھانے کے لئے اُن سے اچھا برتاؤ بھی کرتی ہیں[42]۔

گو کہ اسیران جنگ سے مشقت لینے کا رواج بہت پرانا ہے لیکن انیسویں صدی کے آخر پر پہلی بار اسیران جنگ کی افرادی قوت کو باقاعدہ طور پر منضبط کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی۔1899ء کی ہیگ کانفرنس کے دوسرے کنونشن میں قیدی کے مرتبے، کام کی نوعیت، کام کی اجرت اور اجرت میں سے اخراجات کی بناء پر کمی جیسے مختلف پہلوؤں پر قانون سازی عمل میں آئی۔گو کہ اس سے پہلے 1863ء کے لائبر کوڈ، 1874ء کی برسلز کانفرنس اور 1880ء کے آکسفورڈ مینول نے بھی اس موضوع پر کچھ شقیں مرتب کیں مگر باقاعدہ طور پر بین الاقوامی قانون کا درجہ حاصل نہ کرسکیں۔تاہم 1899ء کے بعد 1907ء کے چوتھے ہیگ کنونشن میں اس موضوع پر قدرے معمولی تبدیلیاں روبہ عمل لاتے ہوئے زیادہ تر اجزاء کو دہرا دیا گیا اور پھر 1929ء کے جنیوا کنونشن میں مزید وضاحت کر دی گئی۔جب کہ 1949ء کے تیسرے جنیوا کنونشن میں انتہائی معقول روشن خیال اور جامع شقیں داخل کی گئی ہیں۔یہ شقیں دشمن کے قبضے میں موجود اسیران جنگ سے لی جانے والی مشقت سے متعلق مسائل اور اہم سوالات کا حل فراہم کرتی ہیں۔

تاریخی طور پر اسیران جنگ کی لیبر کو کیمپ کے اندر اور باہر دونوں جگہوں پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔لہذا انیسویں صدی سے باقاعدہ طور پر وجود میں آنے والے اسیران جنگ سے متعلق قوانین ان دونوں طرح کی لیبر سے متعلق ہیں۔اس اعتبار سے تیسرا جنیوا کنونشن 1949ء انتہائی جدید، جامع اور کامیاب معاہدہ ہے۔یہ معاہدہ باقی تین جڑواں معاہدات کی نسبت زیادہ تفصیلی ہے۔اسیران جنگ کے لیبر سے متعلق حقوق و

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

فرائض اور خود ان کے اپنے تحفظ کے متعلق شقیں تیسرے جنیوا کنونشن کے سیکشن III میں پائی جاتی ہیں۔ تیسرا جنیوا کنونشن جہاں مکمل طور پر اسیران جنگ کے حقوق وفرائض سے بحث کرتا ہے وہاں اس کا ایک بڑا حصہ خاص طور پر اسیران جنگ کی لیبر سے عین متعلق ہے۔

کنونشن ہذا کا آرٹیکل 49 عمومی طور پر بیان کرتا ہے کہ ماسوائے کمیشنڈ آفیسرز تمام اسیران جنگ کو کام کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ بنیادی طور پر اس آرٹیکل کی ابتداء میں قید کنندہ قوت کے اس استحقاق کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ اسیران جنگ سے کام لے سکتی ہے تاہم یہ استحقاق غیر مشروط نہیں ہے۔ صرف ان قیدیوں کو کام پر مجبور کیا جا سکتا ہے جو جسمانی طور پر اس کام کے لئے موزوں ہیں۔ جسمانی طور پر موزونیت سے مراد نہ صرف یہ ہے کہ آیا کسی قیدی کو کام پر لگایا جائے یا نہ لگایا جائے بلکہ اس سے یہ بھی مراد ہے کہ آیا یہ خاص قسم کا کام کسی قیدی سے لیا جائے یا نہ لیا جائے۔ اس موزونیت کے پیمانوں میں عمر، جنس اور جسمانی قوت وصلاحیت قابل ذکر ہیں۔ مثلاً بوڑھے افراد کو سخت محنت طلب کاموں پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح خواتین کو بوجھ اٹھانے کے کاموں پر نہیں لگایا جا سکتا۔ اگر عمر اور جنس کے اعتبار سے کوئی کام موزوں ہوں تو جسمانی قوت و صلاحیت بھی اس کام سے مطابقت کی حامل ہونی چاہیئے۔ ضروری نہیں کہ ایک جواں عمر مرد ہر طرح کا کام کرنے کے قابل ہو۔ یہاں آرٹیکل 55 کا حوالہ بھی مفید ہوگا کہ اس میں کم از کم ہر ماہ جو قیدیوں کے طبی معائنے کی شق موجود ہے اس کا تعلق بھی ان کی کسی کام کے لئے موزونیت سے گہرا واسطہ رکھتا ہے۔ اس حوالے سے دوسری جنگ عظیم میں امریکہ نے جو طرز عمل اختیار کیا۔ وہ بھی مثال بننے کے قابل ہے کہ قیدیوں کو کام کے اعتبار سے تین اقسام میں منقسم کیا گیا۔ پھر ان کی قسم کے اعتبار سے ہی انہیں کام سونپا جاتا[43]۔

قیدیوں کے عہدوں کے اعتبار سے کام کی نوعیت کی بناء پر ایک اور اہم تشریح طلب مسئلہ کنونشن ہذا کے آرٹیکل 49 میں استعمال شدہ اصطلاح "Supervisory work" کا ہے۔ یہ اصطلاح نان کمیشنڈ آفیسرز کے کام کی نوعیت کو محدود کرتی ہے۔ اس اصطلاح کی کوئی تشریح خود کنونشن ہذا کے متن میں موجود نہیں تاہم اس متن کے شارح جینز پکٹٹ نے اس مسئلے کو حل کرتے ہوئے لکھا ہے:

> The term "supervisory work" is generally recognized as denoting administrative tasks which usually consist of directing the other ranks; it obviously excludes all manual labour.[44]

اسیرانِ جنگ سے کس طرح کے کام لیئے جا سکتے ہیں؟ اس بارے میں یہ تصور اٹھارویں صدی سے موجود ہے کہ اسیرانِ جنگ سے لی جانے والی مشقت اس کے وطن اصلی کے مفادات سے براہ راست

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

متصادم نہیں ہونی چاہیئے[45]۔

جنیوا کنونشن نے اسیرانِ جنگ کی بابت جن کاموں کو منظور کیا اُن کی فہرست آرٹیکل 50 میں فراہم کر دی گئی ہے۔اس فہرست میں دراصل کاموں کے درجات (Classes) گنوا دیئے گئے ہیں۔آرٹیکل ہذا سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان درجات،اقسام اور طبقات کے علاوہ کہیں اور اسیران جنگ کی لیبر کو صرف نہیں کیا جا سکتا۔متن کے اندر یہ اقسام یا درجات چھ کی تعداد میں گنوائے گئے ہیں۔تاہم باقی آرٹیکلز اور کنونشن کے متعلقہ حصوں کو شامل کرتے ہوئے لیوس نے یہ تعداد دس بتائی ہے جسے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے:

1.Camp Administration, Installation or Maintenance;
2. Agriculture;
3. Production or Extraction of Raw Materials;
4. Manufacturing Industries (except Metallurgical, Machinery, and Chemical);
5. Public Works and Building Operations, with no Military Character or Purpose;
6. Transportation and Handling of Stores, with no Military in Character or Purpose;
7. Commercial Business, and Arts and Crafts;
8. Domestic Services;
9.Public utility;
10. Unhealthy Dangerous or Humiliating Labour (with the voluntary consent of the POW in accordance with Article 52)[46].

کنونشن ہذا قیدیوں سے لیے جانے والے کاموں کے حالات وشرائط (Conditions) پر بھی بحث کرتا ہے۔یہ ان حالات وشرائط کے متعلق ایک مکمل ضابطہ کا حامل ہے۔ان عمومی حالات وشرائط کے لئے آرٹیکل 51 کو مخصوص کیا گیا ہے۔

جنیوا کنونشن 1929ء کا آرٹیکل 30 قیدیوں کے کام کے اوقات سے بحث کرتا ہے لیکن جنگ عظیم دوم کے دوران اس کی شقوں کو بری طرح پامال کیا گیا[47]۔ مندرجہ بالا پامالیوں کو سامنے رکھتے ہوئے جنیوا کنونشن کے مصنفین نے آرٹیکل 53 میں قیدیوں کے کام کے اوقات کے حوالے سے مکمل ضابطہ فراہم کر دیا ہے۔

روزانہ اور ہفتہ وار بنیادوں پر مصروف کار قیدیوں کو آرام اور تعطیل کی سہولت کی فراہمی کے ساتھ کنونشن ہذا ایک سال سے زائد قید میں رہنے والے افراد کو سالانہ مسلسل آٹھ روز کی تعطیلات کی سہولت بھی فراہم کرتا ہے اور اس سہولت سے فائدہ اٹھانے والے قیدی تعطیلات کے ایام کی تنخواہ سے محروم نہیں کئے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جائیں گے بلکہ کنونشن ہذا ان قیدیوں کو دوران تعطیل تنخواہ (Working pay) کو یقینی بناتا ہے۔ یہ شق اپنی تخلیق کے اعتبار سے بالکل نئی ہے۔

تنخواہ اور معاوضہ جات

جنیوا کنونشن 1929ء میں صرف ایک ایسی دفعہ ہے جو براہ راست قیدیوں کے مالی ذرائع ووسائل سے متعلق ہے۔ یہ دفعہ نمبر 34 ہے۔ تاہم اس کے علاوہ منتشر طور پر کچھ دیگر دفعات میں بالواسطہ طور پر اس موضوع سے متعلق شقیں موجود ہیں جو شقیں بالواسطہ طور پر متعلق ہیں وہ دفعہ نمبر 6 ,22 ,23 اور 24 میں پائی جاتی ہیں۔ مذکورہ بالا کنونشن نے مصروف کار قیدیوں کی تنخواہ طے کرنے کے لئے جنگجو ریاستوں کو باہمی معاہدات کرنے کا پابند بنایا مگر جنگ عظیم دوم کے دوران اس شق کی پابندی عمل میں نہیں آ سکی۔ اس دوران جنگجو ریاستوں کے درمیان کوئی معاہدہ طے نہیں ہوا اور نتیجتاً مصروفِ کار قیدیوں کی اجرت مکمل طور پر قید کنندہ ریاست کے رحم وکرم پر تھی[48]۔ جنگ عظیم دوم کے بعد جب اس کے نتائج کی روشنی میں کنونشن 1929ء کی شقوں کی مزید بہتری کے لئے گورنمنٹ ایکسپرٹس کی کانفرنس منعقد ہوئی تو اتفاق کیا گیا کہ قیدیوں کے مالی وسائل وذرائع سے متعلق شقیں آئندہ کنونشن کے ایک سیکشن میں ہی جمع کر دی جائیں۔ لہٰذا ایک اسپیشل سب کمیٹی اس غرض سے بنائی گئی اور اسے مندرجہ ذیل تین اصولوں کی روشنی میں سفارشات تیار کرنے کا ہدف دیا گیا[49]۔

1. The amounts paid out to prisoners of war by the Detaining Power shall be limited so that a maximum sum may be available for the next of kin of prisoners of war.
2. The amounts paid shall be determined by rank or status.
3. Credit balances shall be made easily transferable to the next of kin of prisoners of war.

کنونشن 1949ء میں مندرجہ بالا اقدامات کے بعد پارٹ III میں سیکشن IV محض قیدیوں کے مالی ذرائع ووسائل کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ اس سیکشن میں کل گیارہ دفعات ہیں۔ اس طرح سے یہ کنونشن اپنے پیش رو کنونشن کی کوتاہیوں کو پورا کر دیتا ہے۔ آرٹیکل 60 کی پہلی دفعہ کی رو سے تمام اسیران جنگ بلا امتیاز کسی عہدے کی پیشگی ماہوار تنخواہ کے حقدار ٹھہرے۔ اس سے قبل سابقہ کنونشن کے آرٹیکل 23 کی رو سے صرف آفیسر قیدی ہی اس طرح کی تنخواہ کے حقدار سمجھے جاتے تھے۔ لیکن کنونشن ہذا نے تمام قیدیوں کو ان کے عہدوں کے اعتبار سے پانچ اقسام میں تقسیم کرتے ہوئے ان کی پیشگی ماہوار تنخواہوں کی رقم متعین کر دی ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جہاں تک قیدیوں کے کام کی تنخواہ یعنی اجرت (Working pay) کا تعلق ہے تو کنونشن ہذا کا آرٹیکل 62 اس کے متعلق ہے۔ اور اس آرٹیکل کی رو سے حراست میں رکھنے والی ریاست کی اتھارٹیز قیدیوں کے کام کی اجرت طے کریں گی۔ تاہم یہ ایک چوتھائی سوس فرانک فی یوم سے کم نہیں ہوگی۔ یہ اجرت پورے دن کے کام کی ہوگی۔

شکایات اور نمائندگانِ اسیران

کنونشن 1949ء نے قیدیوں کا اپنی اسارت سے متعلق شکایات درج کرانے کا حق تسلیم کیا ہے۔ اس حق کی نوعیت کنونشن ہذا کے نزدیک انتہائی بنیادی ہے جس کے لئے وہ ایک سے زیادہ ذرائع استعمال کرسکتا ہے۔ خود اسیران جنگ کی طرف سے اپنی اسارت کے دوران سلوک سے متعلق شکایت درج کرانے کا سراغ ہمیں محض جنگ عظیم اول کے دوران ملتا ہے۔ بالفاظ دیگر اس جنگ سے پہلے قیدیوں کے اس حق کو تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہیگ ریگولیشنز اور جنیوا کنونشن 1907ء میں قیدیوں کی نمائندگی سمیت ان کی شکایات کے لئے کوئی شق موجود نہیں ہے۔ اس حق کی پہچان میں جرمن اور فرانس کو اولیت کا اعزاز حاصل ہے کیونکہ اس حوالے سے پہلے پہل جس معاہدے نے قیدیوں کے اس حق کو تسلیم کیا وہ ان ہی دو قوتوں کے درمیان منعقد ہوا تھا[50]۔

اگر کوئی قیدی خیال کرتا ہے کہ کنونشن 1949ء کی رو سے حاصل اُس کے حقوق کسی بھی طرح پامال کئے جارہے ہیں اور وہ کسی بھی تحفظ سے محروم رکھا جارہا ہے تو وہ مختلف ذرائع میں سے کوئی ایک یا تمام اختیار کرتے ہوئے اپنی شکایت درج کراسکتا ہے۔ ان ذرائع میں سے محافظ قوت اور نمائندگان اسیران کا کردار واضح طور پر کنونشن ہذا میں مسلّم ہے۔ مذکورہ بالا دونوں ذرائع کی حیثیت کا ذکر دفعات نمبر 78, 79, 81 اور 126 میں تفصیلاً موجود ہے۔ تاہم ایک تیسرے ذریعہ کے طور پر ICRC کے نمائندگان تک بھی شکایات پہنچائی جا سکتی ہیں۔ لیکن اس ذریعے یا چینل کے متعلق کنونشن نے صراحت نہیں کی[51]۔

کنونشن ہذا کے آرٹیکل 78 نے قیدیوں کے حق شکایت کو تسلیم کرتے ہوئے قیدکنندہ قوت کو پابند بنایا ہے کہ وہ ان شکایات کو جلد از جلد آگے پہنچائے گی۔ جس کی وجہ ظاہر ہے کہ ہر شکایت کا تعلق خاص وقت سے ہوتا ہے جس کے گزرنے کے بعد اُس کی افادیت کم یا ختم ہوجاتی ہے۔ حق شکایت کے استعمال کی کوئی تحدید کنونشن نے بیان نہیں کی ہے۔ کیونکہ تحدید سے مطلوب مقصد حاصل نہیں ہوسکتا۔ یعنی کنونشن ہذا نے کسی قیدی کے لیے شکایت درج کرانے کی کوئی حد مقرر نہیں کی اور نہ ہی قیدی کے ذمہ لگایا ہے کہ وہ کسی طرح اپنی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

شکایت کو ثابت کرے۔ شکایت میں لگایا جانے والا الزام کنونشن کی نظر میں غلط ثابت ہونے پر موجب سزا ہرگز نہ ہوگا[52]۔

تاریخ اقوام عالم میں جنیوا کنونشن حقوق اسیران کے لئے ایک مستحسن اقدام تھا لیکن سامراجی ممالک کا روّیہ عملاً اس قانون کی نفی کرتا ہے۔ ماضی قریب اور زمانہ حال میں عراق اور افغانستان کی جیلوں میں امریکیوں کے مسلمان قیدیوں سے غیر انسانی، غیر اخلاقی اور غیر قانونی رویے ایک بدنما داغ ہیں۔ اقوام عالم اس قانون شکنی پر خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے اور امریکہ بہادر جنگی قیدیوں کی خود ساختہ تعریف کر کے ان کو قیدی تسلیم کرنے سے انکاری ہے اور ناروا ظلم و جبر کے نئے ریکارڈ قائم کر رہا ہے۔ ایسے میں پھر حقوق انسانی کی پاسدار اقوام کو سوچنا ہوگا کہ کیونکر اس مہذب قانون پر عمل درآمد ممکن ہوسکتا ہے؟

حوالہ جات وحواشی

1 Lauterpacht, The Problem of the Revision of the Law of War, British Year Book of International Law, 1952, P. 360

2 David, Geo, B., The Prisoner of War, American Journal of International Law, July, 1913., P. 530

3 Oppenheim, International Law, Vol. II, disputes, Longmans, Green & Co., Inc. London, 1952, P. 368

4 Pictet, Jean, Commentary III Geneva convention Relative to Treatment of Prisoners of War, ICRC, Geneva, 1960, P. 5 آئندہ اس کتاب کو اختصار کی خاطر Pictet لکھا جائے گا

5 Ibid, P. 6

6 Executive Report No. 9, Retrieved on 19 January, 2012 from www.loc.gov/rr/frd/military.law, P. 13

7 Yingling & Ginname, The Geneva Conventions of 1949, American Journal of Internaational Law, July, 1952, P. 394

8 Final Record of the diplomatic Conference of Geneva of 1949,Vol. IIB, P. 108 , Retrieved on 12 January, 2012, from http://www.loc.gov/rr/frd/Military_Law/RC-Fin-Rec_Dipl-Conf-1949.html

9 Pictet, P. 34

10 The Geneva Conventions of 1949, P. 395

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

11 Geneva Convention for the Treatment of Prisoners of War, 1949, Art 7. Retrieved on 03 January, 2012 from http://avalon.law.yale.edu/20th_century/geneva03.asp
آئندہ اختصار کی غرض سے اسے "GCPW 1949" لکھا جائے گا۔

12 Final Record, Vol. II B, P. 17, 18, 56, 110

13 Pietro Verri, Dictionary of the International Law of the Armed Conflict, ICRC, Geneva, 1992, P. 91

14 Kurtha, A. Nomi, Prisoners of War and War Crimes, Pakistan Herald Press, 1973, P. 17.

15 The Red Cross Conventions, P. 55-56

16 Nasim Hassan Shah, Justice Dr., Geneva Conventions and the Pakistani Prisoners of War, Progressive Publishers, Lahore, 1973, P. 6

17 GCPW 1949, Art 25

18 Pictet, P. 195

19 GCPW 1949, Art 26

20 Ibid, Art 15

21 Final Record, Vol. IIA, P. 257

22 Flory, W.E.F., Prisoners of War, American Council on Public Affairs, Washington, D.C., 1942, P. 67-68.

23 GCPW 1949, Art 26

24 Report of the International Committee of the Red Cross on its activities during the Second World War, Vol.I, P.258-263
آئندہ اختصار کی غرض سے اسے Report of ICRC لکھا جائے گا۔

25 Final Record, Vol. II A, P. 258

26 Pictet, P. 204

27 Report of ICRC, Vol. I, P. 263

28 Pictet, P. 208

29 GCPW 1949, Art 30

30 Report on the Work of the Conference of Government Experts, P. 148
آئندہ اختصار کی خاطر اسے Report of Government Experts لکھا جائے گا۔

31 GCPW 1949, Art 30

32 Executive Order No. 10631

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

33 GCPW 1949, Art 42

34 Pictet, P. 248

35 GCPW 1949, Art 109

36 Whiteman, Marforie, Digest of International Law, Department of State Publication, Washington, D.C., 1968, Vol. 10, P. 213

37 Treaty of Versailles, Prt VI, Art 214, Retrieved on 25 April, 2012, from http://www.bbc.co.uk/schools/gcsebitesize/audio/history/pdf/the_treaty_of_versailles.pdf

38 Robin Geib, Name, rank, date of birth, serial number and the right to remain silent, ICRC Review, Dec., 1995, P.722

39 The Red Cross Conventions, P.59

40 یہ جدول Pictet, P.160 کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔

41 David, Geo, B. The Prisoner of War, P. 523

42 Lewis, A.G., The Structure of the Third Geneva Convention System of POW Labour Law and Collective Representation and the Challenges Presented by Modern Armed Conflicts, P. 61; Allan Rosas, The Legal Status of Prisoners of War, Suomalainen Tiedeakatemia, Helsinki, 1976, P. 136

43 Macknight, The Employment of Prisoners of War in the United States, International Labour Review, July 1944, P. 47

44 Pictet, P. 262

45 Flory, W.E.F., Prisoners of War, P. 71

46 The Structure of the Third Geneva Convention System of POW Labour Law and Collective Representation and Challenges Presented by Modern Armed Conflicts, P. 61

47 Report of ICRC, Vol.1, P. 329

48 Pictet, P. 313

49 Report of Government Experts, P. 157

50 Pictet, P. 382

51 Howard S. Levie, Prisoners of War and the Protecting Power, American Journal of International Law, Vol. 55, No. 2 (Apr., 1961) P. 396

52 The Red Cross Conventions, P. 61

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.